Tauseeq, Volume. 5, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i1.35

Received: 30 -04-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

بلوچستان کے اولین اخبار البلوچ کے اداریوں کے موضوعات اور نثری خصوصیات

Editorial topics and features of prorse of Al Baloch, the first Newspaper of Balochistan

ڈاکٹرکرن داؤدبٹ*
ڈاکٹر فرزانہ خدرزئی

Abstract:

Weekly Al-baloch was the first Urdu newspaper of Balochistan journalists which was published from Karachi due to press restrictions in Balochistan. Due to strict policies of the newspaper against the British government, it was closed again and again.Hence its incomplete file is availble which has been hidden for a long time. The editorials of the newspaper are important in their themes and in the beginning and development of Urdu literary prose in Balochistan. Among the universal themes of the editorials are the demand for promotion of the education and the rightful share of Balochistanisin government jobs. While local problems and matters of temporary nature have also been going on. There is also a literary colour in its prose because their structure is compatible with essay writing. In the language and narration, there are all styles of Urdu prose from early to modern prose writing

Keywords:
Balochistan, Al Baloch, Editorial, Prose, Features

بلوچستان کے صحافیوں کے ابتدائی اخبارات میں ہفت روزہ البلوچ کواجرا اور اردو اداریہ نویسی میں اولیت حاصل ہے۔ کراچی سے شائع ہونے والا یہ اخبار بلوچستان کا پہلا ایسا ہفت روزہ ہے جس میں ادب و سیاست کے ابتدائی سلیقے اور اردو نثری اضاف کے آثارموجود ہیں۔ اس میں شایع ہونے والے اداریے اپنے عہد کے ملکی و بین الاقوامی سیاسی، صحافتی اور ادبی

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ایس بی کے ویمنز یونیورسٹی بلوچستان کوئٹہ
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جناح ٹاؤن کوئٹہ

رجحانات کے آئینہ دار ہیں۔ بلوچستان کے پس منظر میں بیشتر اداریے سماجی اور مذہبی موضوعات کو بھی سمیٹے ہوئے ہیں۔ البلوچ میں ۱۶اپریل ۱۹۳۳ء ،جلد ۱،شمارہ ۳۸،کالم ۱۔۴، ص ۳ پر،کیا جبریہ تعلیم خطرے میں ہے؟ میونسپل اردو اسکولز کے نتائج امتحان درجہ چہارم، کے عنوان سے لکھا جانے والا اداریہ،بلوچستان میں دستیاب اردو اخبارات میں شایع ہونے والا پہلا اداریہ ہے ۔جسے اخبار کے مدیرعبدالصمد سربازی نے تحریر کیا ہے۔ یہ میونسپل اردو اسکولوں کی حالت زار پر تبصرہ ہے۔ جس میں خراب نتائج کا ذمہ دار مدرسین کی کوتاہیوں کو گردانا گیا ہے۔ اخبارکے بنیادی مخاطب بلوچستان میں بسنے والے بلوچ قبائل ہیں۔ جب کہ عمومی مخاطب برصغیر میں کہیں بھی بسنے والے بلوچ ہیں۔ اداریے میں لیاری کو ارٹر جس کا بیشتر حصہ مکرانی بلوچوں پر مشتمل تھا ،کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی مراعات کی فراہمی کے حصول پر لکھا گیا ہے۔البلوچ نے جس عہد میں جدوجہد کا آغاز کیا وہ برصغیر کی سیاست و صحافت میں ہنگامی دور شمار ہوتا ہے۔ تحریک آزادی اور ہندو مسلم چپقلش عروج پر تھی۔ ایسے میں ادبی موضوعات بھی ملکی حالات کے پیش نظر سیاسی بے داری، حقوق کے لیے حاکم سے مطالبات ،سماجی مساوات اورمعاشرتی حقیقت پسندی کے پس منظر لیے ہوئے ہیں۔ مذکورہ اداریہ بھی بلوچونکی سماجی حقیقت نگاری پر مشتمل ہے۔ اس کا براہ راست تعلق ادب سے نہیں لیکن ادب کی تعمیر میں اولین بنیاد فراہم کرنے والے عناصر ان صحافتی تحریروں کے مرہون منت ہیں۔ ڈاکٹر سیمی نغمانہ طاہراس سلسلے میں لکھتی ہیں:

" ادب براہ راست صحافت نہیں ہوتا لیکن کسی خطے کی آزادی فکرو خیال

کے حوالے سے تیور اسی آئینے میں دیکھنے پڑتے ہیں۔ عقائد کا نظام، پیداواری

رشتہ بندیاں ، حاکم و محکوم کی آویزش، بیرونی جارحیت اور قومی تشخص کا

حوالہ ابتدائی ادبی آثار سے ہی مل سکتا ہے۔ ہر چند کہ ادبی اظہار فرد کا

ذاتی اظہار ہے تاہم وہ اپنے ماحول سے کٹ کر کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ ادبی

فکری تحریکوں کی ساخت ماہیت اورلب
ولہجہ ہی سیاسی، معاشرتی اورصحافتی رویوں کو مرتب کرتا
ہے" (1)

اخبار کا یہ اداریہ صحافتی ذمے دارایوں کا تعین کرتا ہے۔اس میں میونسپل اور لیاری کوارٹر کے مدارس کی سہولیات اور نصاب کے موازنے سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ اس سال کا نتیجہ خاصا خراب رہاہے۔جو وجوہات بیان کی گئی ہیں ان سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ لیاری کوارٹر کے تعلیمی اداروں کا معیار تعلیم دیگر اداروں سے انتہائی کم درجے پر تھا۔ اداریے میں اس وقت کا منظر نامہ یہ ہے:

"لیاری کوارٹر کا بیشتر حصہ مکرانی اقوام پر
مشتمل ہےاور زیادہ ترا نہیں اقوام

کے بچے لیاری کوارٹر کے میونسپل اردو مدارس
میں حصول تعلیم کیلئے جاتے

ہیں چونکہ ان کے والدین بوجہ ذاتی جہالت و
ناخواندگی مذاق تعلیم سے نابلد

ہیں اور اسی لیے وہ اپنے بچوں کی حاضری
مدرسہ و تعلیمی ترقی کی نگہداشت کا

خیال تک نہیں رکھتے۔"(2)

البلوچ کراچی سے شایع ہوتا تھا۔ اس لیے اس میں زبان و بیان کا معیار اپنے عہد کی رائج اردو کا عکاس ہے۔ لکھنے والے علمی و ادبی دھارے سے یوں بھی واقف ہیں کہ وہ صحافت سے براہ راست متعلق ہیں ۔ اخبارجس عرصے میں شایع ہوا اس وقت بین الاقوامی و ملکی سیاسی حالات ، معیشت اور مذہبی صورت حال جن موضوعات کی متقاضی تھی وہ بھی انھی تصورات کا آئینہ دار تھا۔ البتہ صحافتی اٹھان کے لیے اشاعت میں چند انفرادی موضوعات جو صوبہ بلوچستان سے متعلق تھے ان میں قبائلی نظام پر نگاہ رکھتے ہوئے حکمت عملی و ضع کرنے کا خاص ڈھنگ پایا جاتا ہے۔ یہ وہی طرز بیان ہے جسے اردو کے بڑے صحافتی دھارے میں ہندوستان کے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اختیار کیا گیا تھا۔

البلوچ کا نیا دور،کے عنوان سے ۷ مئی ۱۹۳۳ ء ،جلد ندارد، شمارہ ۱، کالم ۱-۳،ص ۳پر شایع ہونے والے اداریے کا موضوع اخبارالبلوچ کی اشاعت سے قبل بلوچونکی حالت زار کا احاطہ کرتاہے۔ جس میں کئی اہم اضافی نکات بھی اجاگر کیے گئے ہیں۔ ان میں اخبار کی اشاعت کا دائرہ کارانگریزی ایڈیشن کے اجرا تک بڑھانے کی نوید اور بلوچستان میں سیاسی آزادی کے لیے جدوجہد جیسے اہم امور پر واضح نقطہ نظراور لائحہ عمل کے مراحل کی پیش بینی کی گئی ہے۔ یہ وہی زاویے ہیں جو کسی طور برصغیر کے دیگر علاقوں سے مختلف نہیں ہیں۔ البلوچ کا مقصد روپیہ کمانا نہیں بلکہ سیاسی شعور میں اضافہ کرنا تھایہی نہیں اس تحریر سے اخبارکی ابتدائی ساخت اور پر داخت کا پتہ چلتا ہے۔ جو ابتدامیں ۴ صفحات پر مشتمل تھا۔بعد میں صفحات کی تعداد ۸ کر دی گئی تھی ۔یہ اداریہ اسلوبیاتی اعتبار سے داستانوی طرز کا حامل ہے۔ الفاظ کاچناؤ، تشبیہ و استعارات اور محاورات پر قدیم طرز نگارش کا اثر ہے۔ عربی و فارسی کے زیادہ استعمال سے کہیں کہیں زبان او ربیان مصنوعی علمیت کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر الفاظ اصل معنی و مفاہیم کو بالائے طاق رکھ کر برتے گئے ہیں۔ اداریے کی نثری کیفیت یوں ہے:

"البلوچ کے کتم عدم سے منصہ مشہود پر جلوہ گر ہونے سے قبل بلوچ نہ

صرف قعرگمنامی میں پڑی ہوئی تھی۔الحمد اللہ قوم کے چند مایہء ناز فرزندوں نے

اس کی ہستی کوحد درجہ اہمیت دیتے ہوئے حتی الامکان ہماری امداد کی، اور یہ

وقتی امداد البلوچ کی کشتی حیات کو جو مالی مصائب کے ہلاکت آفرین تلاطم میں

گھر چکی تھی باہر نکال کر ایک ایسی شاہراہ پر لا کھڑا کیا، جو ساحل مراد کی طرف

رہنمائی کرنے والی تھی۔ "(3)

اس کے لکھاریوں میں علما ے کرام اور دینی مدارس کے مدرسین بھی شامل تھے ۔ ایسا اسلوب بیان مذہبی طرز تحریر کے زیر اثر بھی نمو پاتا ہے۔ جو اردو زبان و ادب کے کلاسیکی سرمائے میں باآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ مذکورہ اداریہ بلوچستان کے تناظر میں اس کی وسیع

تر پہنچ اور اپنے عہد کے سیاسی تقاضوں کے اعتبار سے اہم ہے۔ لیکن اس کی اردو نثر سے بلوچستان کے اہل قلم کے اسلوب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۱۴ مئی ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۲، کالم ۱-۳، ص ۳، پر،بلوچستان کی روئداد نظم و نسق بابت سال ۲ ؎۳-۱۹۳۱ء؎ ،کے عنوان سے شایع ہونے والے اداریے کا موضوع بلوچستان کے دگرگوں سیاسی ،سماجی ،قبائلی حالات اور تعلیم کا فقدان ہے۔ سیاسی مسائل و مصائب سے متعلق البلوچ کی نگاہ گہری اور حقیقت پسندانہ ہے۔تحقیقی ایچ اختیار کرنے کی کوشش سے ان اداریوں کو صحافتی و سیاسی تاریخ میں سند کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اداریہ ،انتظامی رپورٹ ۳۲-۱۹۳۱ء پر تبصرہ ہے۔ جس کا مقصد حکام بالاکو اصل مسائل سے آگاہ کرنا ہے۔ اخبار کاموقف ہے کہ بلوچستانی عوام کو زمانے کے لحاظ سے زیور تعلیم سے آراستہ کرنا اصل خدمت ہے۔دوسرا اہم مسلہ سرکاری ملازمتوں کا حصول ہے جو جدید تعلیم سے نابلد ہونے کی وجہ سے اہل بلوچستان کو میسر نہیں آتیں۔اس کی نثری تکنیک تجزیاتی اور تقابلی ہے۔ یہ ۷ مئی۱۹۳۳ء کو شایع شدہ اداریے کی نسبت آسان اورروانااردو میں تحریر کیا گیا ہے۔ انگریزی الفاظ رپورٹ اور پولٹیکل بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ان اداریوں کا براہ راست تعلق سماجیاتی ڈھانچے سے ہے ۔ لہٰذا ادبی و علمی فضاء کی تعمیر میں یہ رجحان سازی کا کردار ادا کرتے ہیں۔ موضوعاتی تنوع ان کی علمی ، ادبی حیثیت کا تعین کرتا ہے۔ اردو نثر کی آب یاری ، بلوچستان میں نثری اضاف کے ارتقا کی کیفیت اور انداز بیان کے ذیل میں لسانی صورت حال کا مطالعہ و تجزیہ ان اداریوں سے مشروط ہے جو آگے چل کر بلوچستان میں اردو نثر کا خاص انفرادی لب ولہجہ متعین کرتے ہیں۔ البلوچ میں شایع اداریوں کا اردو نثری مطالعہ ان کی اہمیت کوثابت کرتا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ان کے موضوعات میں گہری مماثلت ہے۔

بلوچستان کی ملازمتوں میں ملکیونکی حق تلفی اور غیر ملکیوں کا ناجائز دفتری اقتدار "For ،A.G.G.BALUCHISAN "۲۱ مئی۱۹۳۳ء، جلد ۱، شمارہ ۳، کالم ۱-۴،ص۳، پرشایع ہواجو بہ لحاظ موضوع گزشتہ اداریے کی ہی ایک کڑی ہے۔ اس کا اصل مخاطب اسسٹنٹ گورنر جرنل بلوچستان ہے۔اس خطے کے جغرافیائی منظر اور معاشی وسائل سے بات کا آغاز کر کے بلوچستانیوں کی تعلیمی زبوں حالی پرتوجہ دلائی ہے ۔غیر ملکی عناصرکی چیر ہ دستیوں اور بعد ازاں حقائق کی طرف حکومت کو متوجہ کرتے ہوئے یہاں کے لوگوں کی وفاداری کا یقین بھی دلایا ہے۔ یہ وہی اندازتخاطب ہے جو آغاز صحافت کے اولین عہد میں سر سید نے اختیار

کیا تھا۔جس میں مسلمانوں کی وفاداری کی یقین دہانی اور حکومت کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی سعی مسلسل ملتی ہے۔ اس کا اسلوب زبان کی بدلتی ہوئی کروٹوں کے مختلف پہلو سامنے لاتا ہے۔ اداریوں میں ذخیرہ الفاظ ، جملوں کی تشکیل اور طرز بیان موضوعات کی مطابقت سے جدا جدا چلتے ہیں۔ جس سے بلوچستان کی اردو نثر کے ارتقائی مراحل سرعت کے ساتھ بدلتے ہیں۔نیز زبان و بیان کے اعتبار سے قارئین کی ایسی تربیت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی کہ پرانے ذوق کے پڑھنے والے نئی نثر کے مزاج اور آہنگ کو اپنانے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہوں۔اسی طرح نئے دور کے قاری نئی اردو نثر کے لوازمات کے ساتھ ساتھ ماضی کی اردو نثر سے اپنا فکری اور علمی رابطہ قائم رکھیں۔ تحریر پر گرفت اداریہ نویسی کی اردو نثر کے جدید اسلوب سے آگہی کی دلیل ہے۔ اس کی نثری کیفیت یوں ہے:

"بلوچستان ایک پہاڑی ملک ہے زرخیز حصوں میں زراعت کا کام بھی

کیا جاتا ہے حکومت انگلشیہ نے بلوچستان پر تسلط جماتے ہی ملک میں امن

و امان پیدا کرنے اور دوسرے علاقہ جات سے سلسلئہ رسل رسائل قائم

کرنے کی خاطر مختلف محکمہ جات فوج و سول کے دفاتر قائم کیے۔" (4)

۱۹۳۳ ء تک برصغیر میں بڑی انقلابی تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں اور آئندہ کا لائحہ عمل مختلف سیاسی جماعتوں میں طے پارہا تھا۔ سیاست کی گرم خبریں اور حقوق کی طلبی کے نعرے ہی اخبارات کا منشور تھے۔ البلوچ بھی اسی پالیسی پر کار بند تھا۔ اس عہد میں ایک اور طرز عمل اخبارات کے مابین نظریاتی جنگ کا بھی رہا۔ البلوچ میں بھی اپنے ہم عصر اخبار اتحاد بلوچان، سے متعلق ایسے کالم چھپتے رہے ۔جو باہمی چپقلش کی خبر دیتے ہیں۔ ۲۸ مئی۱۹۳۳ء ،جلد ۲، شمارہ ۴، کالم ۱-۳،ص ۳ پر اداریہ بہ عنوان ،اخبار اتحادِ بلوچان کے پر دروغ و بے بنیاد الزامات کوئی معشوق ہے اس پر دئہ زنگاری میں، اس طرز کا پہلا اداریہ ہے۔ جو اتحادبلوچان کی ریشہ دوانیوں کے خلاف صدائے احتجاج ہے ۔جس میں متعلقہ اخبار کو تنبیہ کی گئی کہ وہ البلوچ دشمنی سے باز آئے ۔ یہ اداریہ تائید و تردید کی صحافتی روایت کا عکاس ہے۔ لیکن اس کی علمی و ادبی اہمیت کو جانچنے کے لیے ، اشاعت کا پھیلائو بنیادی

اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ برصغیر کے بڑے صوبوں تک اس کی رسائی کے معنی ہیں کہ یہ اپنے عہد کی معتبراردو نثر میں نکالا جاتا تھا۔ ورنہ اس کی مقبولیت و افادیت معنی نہ رکھتی ۔اس بارے میں اخبار کا دعویٰ یہ ہے:

"اتحاد بلوچان نے ’’البلوچ‘‘ کی ہر دلعزیزی پرہمیشہ حاسدانہ نکتہ چینی

کی ہے۔ یہ اس کی صداقت ہے کہ اس وقت وہ دُنیا کے ہر اس کنج و گوشہ

میں پہنچ رہا ہے جہاں قوم بلوچ و بلوچستانیوں کا ایک فردبھی مسکن گزین

ہے، ہر خبر اس کی وسیع اشاعت کامعتد بہ حصہ تمام سندھ، پنجاب، شمال

مغربی سرحدی صوبہ ، گجرات ، دہلی ،کاٹھیاواڑ، جزائر کینیا (افریقہ) خلیج فارس ، عمان اور کانگو بیلجی کو جاتا ہے۔"(5)

یہ انداز بیان استعاراتی اور استدلالی سلیقے سے آراستہ ہے۔ البتہ املا میں ہائے ملفوظ اور ہائے مخلوط ، یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی تمیز نہیں ہے۔جو اس وقت کی اردو نثر میں رسم کتابت کا عام چلن تھا۔ اس اداریے میں فارسی کے غلبے کے اثرات بھی اس طرح نمایاں ہیں:

"باوجود اس کے ہمنے بمصداق ماہ نورمی فشاند و سگ بانگ میزند، ان کی

دریدہ دینی کے جواب دینے سے احتراز کیا ۔"(6)

بیسویں صدی کی تیسری او رچوتھی دہائی میں بلوچستانی صحافت سے منسلک ہونے والی شخصیات وہ بھی تھیں جن کا براہ راست ادب سے تعلق تھا۔ وہ صحافی ہونے کے علاوہ شاعر و ادیب بھی تھے ۔ البلوچ کے انتظامی افراد میں عبدالصمد سربازی،محمد حسین عنقاؔ ، عبدالعزیز کرد،پیر محمد شہداد زئی اور محمد عبداللہ جیسے ادب دوست اور ادب پرور لوگ موجودتھے۔ جس کا اثر اخبار کی زبان اوراندازبیان میں دکھائی دیتا ہے۔

ادار یہ نویس کا نام اداریے کے ساتھ نہیں چھپتا لیکن البلوچ میں اس روایت سے انحراف کی صورت بھی موجود ہے۔ ۱۱ جون ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۶، کالم ۱۔۴، ص ۳ پر،کیا بلوچ،بلوچستانیوں اور مکرانیوں کی حقوق طلبی جر م ہے؟ ،مع اداریہ نویس کے نام پیر بخش شہداد زئی ڈائریکٹرالبلوچ ، شایع کیا گیا ہے۔ جب کہ اخبار کے نام کی تختی کے نیچے صرف ہجری تاریخ ۱۷ صفر المظفر۱۳۵۲ھ؁ لکھی گئی ہے۔ سرخی سے بنیا دی موضوع واضح ہے جو بلوچستان کی سیاست و حکومت میں ناانصافیوں کی مختصر روداد ہے۔اس میں غیر بلوچستانیوں اور سرداران کو ذمہ دار قرار دینے کے ساتھ میر بہرام گچکی کے خلاف آواز بلند کی گئی ہے۔ عوام کو ان کے روشن ماضی کی یاد دلا کر غیرت و حمیت کادرس دیا گیاہے۔تحریر کا محور، طرزحکمرانی ،عوام اور ان کی زبونحالی ہے۔ گزشہ دواداریوں کی نسبت اس بار کی تحریر پر عالمانہ اسلوب کی چھاپ ہے ۔ فارسی اور عربی کی امثال و اشعار سے اکتساب اورتشبیہ و محاورے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔ اس سے اردو کے کلاسیکی ادب کی جھلک ابھرتی ہے جو سرسید اوران کے رفقا کے قبل و بعد نمو پزیر ہوئی۔ یہ الگ بات کہ بلوچستان کے مقامی لسانی اثرات سے کوئی بھی تحریرمبرا نہیں۔ یہ کیفیت ہر نثر نگار، شاعراور صحافی کے یہاں کسی نہ کسی صورت موجود ہے۔ جس سے بلوچستانی اردو کی نمائندگی ازخود ہو جاتی ہے۔ یہ اداریہ بھی سیاسی آزادی کے مقاصد اور قبائلی مسائل اجاگر کرنے کے علاوہ اردو کی عالمانہ نثر کا نمونہ ہے۔آغازسے اختتام تک یہی کیفیت برقرار رہتی ہے۔ اداریے کا یہ اقتباس اس صورت حال کا عکاس ہے:

> "احیاء با نفوذ صداقت و راستی و درست کا ری
> کے لئے ،اور بلوچستان میں
>
> قیام امن و عدل و انصاف اور غلبۂ حق کی
> خاطر ہیں اور ہونی چاہیں۔"(7)

بلوچستان میں آزادی سے قبل کی اردو نثر کے بدلتے نقوش اور ان کے سرے انھی اداریوں سے جڑے ہیں ۔

۲ جولائی ۱۹۳۳ء کے میلاد نمبر ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ؁ کا اداریہ ،جلد۲ ،شمارہ ۹، کالم ۱۔۴، ص ۳ پر،حضرت محمد عربی ﷺ ، کے نام سے شایع کیا گیا ۔ آپؐ کی ذات اقدس اور اوصاف حمیدہ کے بیان سے آغاز لیاگیا ہے۔ ابتدامیں اشعار درج ہیں۔ اداریے کا مقصد مسلمانوں میں جذبہ اخوت، سیاسی ا و رعملی قوت پیدا کرنا ہے۔ البلوچ کا جھکائو جہاں بلوچ قوم کی ترقی

اور آگہی کی جانب تھا وہیں اس کے مطالعے سے موضوعات میں ملی و اسلامی یک جہتی کا پیغام بھی ملتا ہے۔ اخبارکی پالیسی میں برصغیر کے مسلمانوں کی خوش حالی بھی مدنظر تھی۔ اس اداریے کا موضوع جس احتیاط ،عاجزی اور احترام کا متقاضی تھا اسے ملحوظ رکھتے ہوئے شائستہ اور رواں اسلوب سے آگے بڑھایا گیاہے۔ درحقیقت یہ اداریہ سیرت نگاری میں شمار ہوتا ہے۔ عام فہم اور غیر داستانوی طرز نگارش نے اس کے مدعا کو سہل کر دیا ہے۔ سیرت سے ان تعلیمات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ اخبار نے انھیں ایسے پیش کیاہے کہ ہر آنے والے عہد کو ان کی احتیاج رہے گی۔ اس کا مختصر نثری نمونہ یہ ہے:

"ایک قلیل عرصہ کے بعد سب سے زیادہ مہذب او ر سب سے زیادہ خُدا

پرست اور سب سے زیادہ محافظ حقوق نسوان وغیرہ تسلیم ہونے لگے۔یہ کیا

تھا؟ وہ اِس تعلیم کا اثر تھا جوکہ رحمتہ للعالمین نے دُنیا پر پھیلائی۔"(8)

اداریہ سیرت نگاری کے جن عناصر سے آراستہ ہے اس کی بنیاد پر اسے بلوچستان میں سیرت نگاری کے ابتدائی نقوش میں شامل کیا جا سکتا ہے۔کیوں کہ اس طرز کا کوئی اور اداریہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔البتہ اسوہ ٔ حسنہ پر مضامین نویسی کا سلسلہ اس اداریے سے ایک مہینہ چھے دن پہلے شروع ہوچکا تھا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے بھی اس سلسلے میں معلومات یوں فراہم کی ہیں:

"البلوچ" کے ۲۸مئی ۱۹۳۳ء مطابق ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کے

شمارے میں قاضی مولوی احمد صاحب پیدارکی از بندر پسنی کا مضمون

اسوہ ٔ حسنہ (ص ۷) شائع ہوا۔" (9)

میلاد نمبر اخبار البلوچ کا واحد خصوصی نمبر ہے کیوں کہ اس اخبار نے اپنی اشاعتوں کے نسبتاَ مختصر دورانیے میں کوئی اور خصوصی نمبر نہیں نکالا تھا۔اس نمبر کے ذریعے سیرت

اور نعت گوئی کے کئی نمونے سامنے آئے-جنھوں نے بلوچستان میں اردو نثر نگاری اور شعر گوئی کے ذوق میں اضافہ کر کے عوامی توجہ شعر و نثر کی جانب مبذول کرائی-

۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء ، جلد ۲، شمارہ ۱۲، کالم ۱-۴، ص۳ ،پر شایع شدہ اداریہ بہ عنوان ،کراچی میں نزول باراں کا محشر خیز منظر باشندگان لیاری کوارٹر کی افسوسناک تباہی ، پرلکھاگیاہے -اس صفحے پر بھی مکمل انگریزی تاریخ ،۱ لبلوچ کی تختی کے نیچے نہیں لکھی گئی ، صرف ۶ ربیع الآخر ۱۹۳۳ء کراچی درج ہے- جس میں لیاری کوارٹر کراچی کے باشندوں کے مسائل پر آواز اُٹھائی گئی ہے- یہ مسائل میونسپلٹی اور بلدیہ سے وابستہ ہیں جن کی ناقص کارکردگی کے باعث باران رحمت لیا ری کوارٹرز کے لیے شدید زحمت بن گئی تھی - اداریہ نویس نے حل کے لیے تجاویز پیش کرتے ہوئے مسٹر ای - ایل - پرائس رکن کراچی میونسپلٹی کے انتظام اورغریب پروری کو سراہا ہے- انگریز افسران کی کارکردگی پر تبصرے اردو صحافت کا ابتدا ہی سے حصہ رہے ہیں- جن کے ذریعے حکومت وقت سے روابط کا استوار کرنا اور ان کے نمائندوں کی کارکردگی بتلانا مقصود ہے- البلوچ نے بھی یہی انداز اپناتے ہوئے اپنے عہد کی صحافتی روش اختیار کی ہے- یہ تحریر تکنیکی اعتبار سے تجزیاتی بیانیہ رپورٹ ہے- جس میں سابقہ اورآئندہ رموز کو مد نظر رکھ کر اظہار تشویش کیا گیا ہے- درخواست ،گزارش ، تجزیہ،تحقیق ،اعداد اور شمار کے وظائف کسی تحریر کو اداریے کی صحافتی صنف میں ڈھالتے ہیں-یہ سب اوصاف اس میں موجود ہیں- مذکورہ اداریہ رواں اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے-البتہ کہیں کہیں قدیم املا بھی برتی گئی ہے- جیسے پہنچا کو پہونچالکھاہے:

" کراچی میونسپلٹی نے اہالیانِ لیاری کوارٹر کو
ایسی ناگہانی مصیبتوں سے

بچانے کے لیے کو ئی مستقل انتظام نہ کر کے
اپنی فرض ناشناسی کا کافی ثبوت

بہم پہونچا دیا ہے-"(10)

گزشتہ اداریوں کی طرح اس کی نثر میں بھی مفرد الفاظ جوڑ کر لکھنے اور اعراب لگانے کا رویہ ملتا ہے-لفظوں کو ملا کر لکھنا رسم کتابت کا سقم ہے جو اردو املا کی معیار بندی کے خلاف ہے -

۶اگست۱۹۳۳ء،جلد ۲ ،شمارہ ۱۳، کالم ۱-۳، ص ۳، پر شایع شدہ اداریہ بہ عنوان ،مدارس ریاست قلات کیلئے ایجوکیشنل انسپکٹر کی ضرورت وزیر ا عظم صاحب توجہ فرمائیں،گزشتہ موضوعات کا تسلسل ہے ۔ تحریر کا مقصدبلوچستانیوں کو سرکاری ملازمتوں بالخصوص تعلیم میں اولیت پر رکھنا ہے۔ یہ مسلہ اس سے قبل بھی احاطہ تحریر میں لایا چکا ہے۔یہاں دلیل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بلوچستانیوں کے حقوق کی بازیافت تعلیم کے حصول سے ممکن ہے۔ جب کہ تدریس کا سلسلہ بھی بلوچستانیوں کے ذریعے سے جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس اداریے کی انفرادیت موضوع کے ساتھ ساتھ اس کا نثری اسلوب ہے۔ گو کہ لکھاری کانام نہیں دیا گیاہے۔ لیکن تحریر کا مزاج، لفظیات، لب ولہجہ اور اندرونی شہادتینبتاتی ہیں کہ یہ اداریہ محمد حسین عنقاؔ کے قلم سے نکلا ہے ۔اس کی یہ سطر ''منشی محمد حسین عنقا کا خط آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے ''کے سیاق و سباق میں اور مذکورہ خط کے لب و لہجے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں کا مصنف ایک ہی فرد ہے۔ اداریے کا اقتباس یوں ہے:

"ملکی نوجوان کافی بیدار ہو چکے ہیں اور
اپنے حقوق کو کبھی مذبوح نہیں

ہونےدیں گے۔ منشی محمد حسین عنقا
کا خط آج کی اشاعت میں کسی دوسری

جگہ درج ہے۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ
آسامی مذکور پر تقرری

پانے کیلئے خان بہادرمولوی نجم الدین صاحب
سابق انسپکٹر مدارس کوشش کر رہے ہیں۔"(11)

یہ اداریہ خان بہادر مولوی نجم الدین سابق انسپکٹر مدارس کے خلاف ملکی و غیر ملکی کی تقرری کے تنازع پر لکھا گیا ہے۔ جب کہ محمد حسین عنقاؔ کا لاہور سے موصولہ خط بھی وزیر اعظم ریاست قلات کو متوجہ کر نے کے لیے ان کے خلاف توضیحی نکات کے ساتھ ارسال کیا گیا ہے۔ خط سے اقتباس یوں ہے:

"خان بہادر مولوی نجم الدین صاحب نہایت متعصب
اور ملکی کش ہیں نیز

نام بردہ صاحب اشتہار مشتہرہ پر ٹھیک اترتے بھی
نہیں۔ بلوچی میں نوشت و

خواند تو بجائے خود وہ بلوچی زبان سے بھی چنداں
واقفیت نہیں رکھتے"(12)

ایسے اداریے جن میں بلوچستان کے سرکاری ملازمتوں پر حقوق کی طلبی کا تذکرہ ہے ،طرز نگار ش میں مماثل ہیں۔یہ اپنے عہد کی مروجہ اردو نثر میں تحریر کیے گئے ہیں۔ جس پر داستانویت، تمثیلیت یا رمزیت کا شائبہ نہیں ہوتاہے ۔

۱۷ ستمبر۱۹۳۳ء، جلد ۲ ، شمارہ ۱۹، کالم ۱۔۴، ص ۳، کو جاری کیا گیا اخبار البلوچ پیش کش میں پہلے شمارونسے مختلف ہے۔اخبار کی پیشانی پر اللہ اکبرپہلے صفحے کے وسط میں تحریر ہے جوآئندہ تین صفحات کے دائیں جانب بھی لکھا گیا ہے۔ باقی ماندہ صفحا ت پر یہ نعر ہ نہیں ملتا ۔اس سے پہلے البلوچ کے سب ہی اداریے صفحہ ۳پر اخبار کے نام کی تختی کے نیچے شایع کیے گئے ہیں ۔جب کہ اس اشاعت کا اداریہ غیر رسمی طور سے جاری کیا گیا ہے۔ ہزہائی نس خان معظم سرکار قلات مرحوم و مغفور سید محمد اعظم خان کے مختصر حالات!،کی سرخی کے اوپراخبار کی تختی کی جگہ اللہ اکبر کا نعر ہ لکھا ہے ۔پراسے البلوچ نے میر محمد اعظم خان کی وفات کے پر ملال موقع پر اظہار تعزیت اور دوسری جانب نئے سردار قوم کے انتخاب میں انگریز حکومت اور سرداران قوم سے دانش مندی کے تقاضے کے ساتھ شایع کیاہے۔ اداریے کا موضوع میر محمد اعظم خان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا ہے۔ اظہار تعزیت کے لیے جو راہ اختیار کی ہے وہ فنی اعتبار سے خاکہ نگاری سے قریب تر ہے۔ ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا خاکہ نما اداریہ ، بلوچستان میں اردو نثر کے غیر افسانوی ادب میں اضافہ ہے۔ سہل و سلیس زبان میں لکھے گئے تاریخی احوال اور شخصیت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی ادب و تحقیق سے وابستگی ہے یارہی ہے۔ اداریے کی عبارت کی کیفیت یہ ہے:

"آپ ایک رحمدل اور حلیم بادشا ہ تھے اور
ہمیشہ اپنے خدا کی یاد میں مشغول

رہتے تھے ، ضعیف العمر ہونے کے باوجود آپ
نے اخیر دم تک تہجد کی نماز

تک قضا نہ ہونے دیااورآپ کی ذات کی طرف
سے آجتک کسی فردِ بشر کو کسی

قسم کی شکایت کا بھی موقع نہ ملا۔"(13)

اخبارات اپنے نظریاتی اصول و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف سے بعض مسائل پر مرحلہ واراظہار رائے کیا جاتا ہے۔ البلوچ کی پالیسی بلوچستان اور بلوچونکے حقوق کا تحفظ ہے۔لہٰذا اس کے اداریوں میں موضوعات کاربط و تسلسل اہم زاویے کی صور ت اختیار کر جاتا ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء ، جلد ۲، شمارہ ۲۰، کالم ۱۔۴، ص ۳پر اداریہ ،قلات کی مسند نشینی کا سوال!،گزشتہ اداریے کی تجزیاتی کڑی ہے۔ جس سے بلوچستان کی اردو نثر میں تبصرے اور تجزیاتی تنقیدکی راہ کھلتی ہے۔ جو بعد ازاں خالص ادب میں ڈھل کر صنف کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اداریے کا موضوع ریاست قلات کے نئے سردار کی تقرر ی ہے۔ ہندوستان کے دیگر اخبارات کی رائے زنی کے جواب میں البلوچ نے اپنی تجاویزا ور موقف واضح کیا ہے۔ جس سے سرداری و قبائلی نظام میں حکومت کے اصول و ضوابط سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔اداریے کوان سرخیوں میں تقسیم کی گیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب کی قلات کی سلامت روی، البلوچ اور اتحادد بلوچاں۔ان سرخیوں میں باہم ربط نہیں ہے لیکن ذیلی سرخیوں میں بنیادی سوالات سرداران ریاست کے حسن انتظام ،فیصلہ سازی اور قبائلی نظام کے محاسن و معائب ہیں۔ درج بالا زاویے ذیل کے اقتباس میں دیکھے جا سکتے ہیں:

"جب سے خان معظم مرحوم انتقال فرما گئے ہیں
ہندوستانی اخبارات نے

قلات کی مسند نشینی پر رائے زنی شروع کر رکھی
ہے۔ہم بلوچوں کا یہ دستور ہے

کہ کسی سردار یا خان کے رحلت فرمانیکے بعد
اسکی مسند پراسکے فرزند اکبر کو بٹھایا

جاتا ہے۔ ہم جملہ ریاست کے سرداران سے پر زور
اپیل کرینگے کہ وہ ہندوستانی

اخبارات سے متاثر ہو کر ایسی فاش غلطی ہرگز نہ
کریں۔" (14)

یہ اداریہ عصری شعور کا حامل ہے ۔جس سے البلوچ کے اداریوں میں مصالحت، سیاست اور حقائق کے ترسیل کی اجتماعی کوششیں عیاں ہوتی ہیں ۔ اخبار نے اپنے مفادات کے پیش نظر ملک کے دوسرے حصوں سے شایع ہونے والے اخبارات کے مضامین کو بہ طور اداریہ چھاپنے کرنے کی روایت بھی قائم کی ہے۔ یہ تجزیاتی رپورٹیں ہیں جنھیں بالعموم بلوچستان کی سرگرم سیاسی، علمی اورادبی شخصیات نے تحریر کیا ہے۔ یہ تائید و تردید، موازنے و تقابل اورحقائق و نقد کے اصولوں پر لکھی گئی ہیں۔ اس لیے ان کی ادبی حیثیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ ء ، جلد ۲ ، شمارہ ۲۵، کالم ۱۔۴، ص ۳ پر، قلات کے خان معظم کے انتخاب پر جوانان بلوچستان کا بے پایاں اظہار مسرت ،از قلم میر عبدالعزیز خان کردشایع کیا گیا ہے۔ چارسرخیوں ، وزارت عظمیٰ کا مسئلہ، نیا معاہدہ اور خان معظم پر پابندی،اعلیٰحضرت خان معظم کی خدمت میں ہدیہ تبریک اورخاتمہ، میں بلوچستان کے سیاسی منظر نامے کا تجزیہ کرتے ہوئے ، حکومتی فیصلوں پر ماہرانہ رائے دی گئی ہے۔ یہ اداریہ،اخبار آزاد لاہورمیں طبع شدہ مضمون سے م ستعار لیاگیاہے۔اس لیے یہ البلوچ میں طبع ثانی کے طور پر چھپا ہے۔ اداریے کی ابتدامینیوسف عزیز مگسی کی تحریک کو خوش آئند اور ترقی کازینہ قرار دیا گیاہے۔ وزارات عظمیٰ کا مسئلہ،کے تحت نواب گل محمد خان کو وزیر اعظم کے عہد سے سبک دوش کیے جانے اور انگریز حاکم کے انتخاب پر صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ عبدالعزیز کرد چوں کہ بلوچستان کے فعال سیاسی و سماجی کارکن تھے اس لیے ان کے مضامین کو حالات حاضرہ پر منضبط تبصرہ کہنا بے جانہ ہوگا ۔ اداریے کا خاص زاویہ، نیامعاہدہ اور خان معظم پر پابندی ،کی سرخی لگا کر قلات کی سیاست پر شایع شدہ تبصرہ ہے۔ جس میں خان قلات سے انگریز حاکم کے نئے معاہدے کا مثردہ سنا گیا ہے۔ اور آخر میں دعا کی گئی ہے کہ یہ خبر درست نہ ہو۔ اسی طرح خاتمہ ، کے عنوان سے عبدالعزیز کرد اپنی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے آئندہ قسط کے جلد شایع کرنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جس میں ریاست قلات مینفوری اصلاحات کرنے کی نوید دی گئی ہے۔ اس اداریے کا علمی و ادبی رخ کئی سمتوں میں نمودار ہوتا ہے۔ اس مینرپورٹ نویسی اورتبصرہ نگاری کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کا نثری پیرایہ مانوس ہے۔ جہاں کہیں اردووفارسی محاورات یا ضر ب المثل کی ضرورت پیش آئی ہے ان کا برمحل استعمال کیا گیا ہے۔ املااورتلفظ اردو کے جدید مزاج سے قریب تر ہے۔البتہ کتابت میں یاے معروف اور یاے مجہول کا فرق روا نہیں رکھا گیا اداریے سے اس کی مثال یوں ہے:

"کیوں ہمارے جائز مطالبات پر توجہ نہیں
دیجاتی؟کیا ہمارا قصوریہ ہے

کہ ہم نے ہندوستان کے حالات سے پوری
طور پربا خبر ہو نے کے باوجود

اور ہندوستان سے پوری ہمدردی رکھتے
ہوئے بھی مہاتما گاندھی کا ساتھ

نہ دیااور خاموشی کے ساتھ ’’ پُنبہ بہ گوش
اور مُہر بہ دہن‘‘ ہو کر امن

پسندی کا ثبوت پیش کیاـکیا ہماری امن پسندی
کا صلہ یہی ہے ،کہ ہمارے

جائز حقوق کی طرف سے آنکھیں بند کی گئی ہیں۔"(15)

عبدالعزیز کرد کا یہ اداریہ بلوچستان کی سیاسی تاریخ ہے۔ لہٰذا بلوچستان کے اردو نثری سرمائے میں اس کی پختہ اور رواں نثر سے ادبی تاریخ مرتب کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء سے لے کر ۵ نومبر ۱۹۳۳ء تک اخبار البلوچ ،کے اداریے کا موضوع عمومی طورپر ریاست قلات کی تخت نشینی اور سیاسی معاملات ہیں ۔ ۵ نومبر ۱۹۳۳ء ، جلد ۱ ، شمارہ ۲۶، کالم ۱۔۴، ص ۳ کا اداریہ بہ عنوان ،نئے خان معظم سرکار قلات سے چند گزارشات، اس سلسلے کی کڑی ہے۔ اسے گزشتہ اداریوں کی قسط کہنا موزوں ہے۔ ریاست قلات کے نئے خان کے تقرر کے وقت بر صغیر کے دیگر اخبارات میں بھی تجاویز ، آراء اور خبریں شایع ہورہی تھیں۔ لیکن البلوچ کے تفصیلی تبصروں کی روشنی میں اخبار کی منشاپوری ہوئی ۔ شہزادہ احمد یار خان کے انتخاب پر خوشی کااظہار کیا گیاہے۔ ساتھ ہی میر بہرام خان کے مظالم کی طرف توجہ بھی دلائی گئی ہے۔

پیر بخش شہداد زئی کا مضمون بلوچستان و آل انڈیا بلوچ کانفرنس حیدر آباد سندھ۲۶۔۲۷۔۲۸دسمبر ۱۹۳۳ء، جو آنے والی کانفرنس کی زمین ہم وار کرنے کے لیے قبل از وقت لکھا گیا تھا بہ طوراداریہ ۳دسمبر ۱۹۳۳ء،جلد ۲، شمارہ ۳۰، کالم ۱۔۴، ص ۳پرچھاپا گیا ہے۔ ایسے اداریونسے اس عہد کی سیاسی تحریکیوں کا ادارک ہوتا ہے۔اس میں براہ راست بلوچ قوم سے خطاب کرتے ہوئے انھیں جھنجھوڑنے کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی پورے

ہندوستان کی اقوام سے ان کا موازنہ بھی پایا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پریہ باور کرایا گیا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر قائم رہے تو ان کامستقبل تاریک تر اور شمار دنیا کی پست ترین اقوام میں ہونے لگے گا۔ آخر میں بلوچستان و آل انڈیا بلوچستان کانفرنس میں شرکت کی پرزور اپیل بھی کی ہے۔ موضوع سے قطع نظر د استانوی اسلوب کا حامل یہ اداریہ قدیم اردو نثر کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اس کی ہیت خطاب کی سی ہے۔ مدعا کے بیان میں اردو ، فارسی اشعار، ضرب المثل ا ور آیات قرآنی سے استفادہ کیا گیاہے۔ بلوچی زبان کی عبارت بھی مع ترجمہ شامل متن ہے۔ البتہ چند ایک مثالیں قدیم املا و تلفظ کی بھی ملتی ہیں۔ تذکیر وتانیث کی بلوچستانی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے۔ اداریے سے نثری نمونہ یوں ہے:

"جب حکام تم سے پوچھتے ہیں کہ تم کیا حقوق چاہتے ہو، یا جو مظالم تم پر

توڑے جاتے ہیں انکا بیان اظہار کرو،تو تم مندرجہ ٔ ذیل کے جواب دیکر اپنی

جمود و جہالت اور زبوں حالی کا اعلان کرتے ہوکہ ’’واجہ چَہ ماچیا پُر سے

،مابلوچن ماغنوکن ،ماہیچ نزانن ، واجہ وتے ہنچوتے خیالا کیت بن ‘‘ یعنی

صاحب ہم سے کیا پوچھتے ہو،ہم بلوچ ہیں،ہم بیوقوف ہیں، ہم کچھ نہیں سمجھ

سکتے آپ مختارہیں،جیسا خیال میں آئے ویسا کرو۔آہ ! " (16)

بلوچستانی اردو نثر بالخصوص اداریے میں اردو کے ہم راہ بلوچی کے جملے لکھنے کی یہ با ضابطہ کوشش ہے ۔جو اردو مفاہیم کی وضاحت کے لیے عربی اور فارسی کے نثری جملوں کی آمیزش میں ایسا اضافہ ہے جس کا تعلق پوری طرح بلوچستان سے ہے۔یوں اردو نثر کے اشتراک عمل میں بلوچی زبان کا جوڑ ان قارئین کے لیے دلچسپی اور خوشی کا باعث ہے جو اردو کے ساتھ ساتھ بلوچی بھی جانتے ہیں۔

۱۰دسمبر ۱۹۳۳ ء ، جلد ۲، شمارہ ۳۱، کالم ۱-۴، ص ۳ ،کا اداریہ بہ عنوان ،مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی،البلوچ کی صحافتی پالیسی کے ماتحت مدرسہ کی مالی امداد اور اس کی کارکردگی پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد ایسے تمام مدارس کی مالی اعانت ہے جس سے بلوچ قوم کی ترقی اور فلاح جڑی ہے۔ یہ اداریہ مظہر العلوم کا سلجھا ہوا، منظم اشتہار ہے۔ ایسے اشتہارات جن میں عوامی شعور وآگہی کے عناصر کار فرماہوں اور وہ نجی یا سرکاری تنظیموں ، اداروں اور سکیمونکی تشہیر ،علمی انداز میں کریں فیچر میں شمار ہوتے ہیں۔ مدرسہ مظہر العلوم کی پچاس سالہ خدمات اور سہولیات کے بیان سے اس کی ترقی و ترویج کے لیے امداد، صدقات او زکوٰۃ کا مطالبہ ان الفاظ میں کیا گیاہے:

"مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم میں جس کی
بنیاد عرصہ پچاس سال سے

نہایت پرخلوص و لّلہیت کیساتھ نیک طینت و خدا
پرست حضرات کے ہاتھوں

پڑی تھی ،بہ فضلہٖ تعالیٰ اپنے بانی کے خلوص
کے باعث روزبروز اپنے مبارک

عزائم و نیک مقاصد میں کامیاب ہوتا جارہا
ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی

بنیاد صداقت اور اخلاص پر رکھی گئی ہو
،خداوند عالم السروالخفیات اسے با برکت و مستحکم بناتا ہے ۔"(17)

بلوچستان میں نثری اضاف کے آغاز اور ارتقاء میں البلوچ کے اداریوننے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ درج بالا فیچرنما اداریہ ان میں سے ایک ہے۔ البلوچ کے اداریوں نے تاریخی تحقیق کی راہیں بھی کھولیں ہیں ۔

۷ جنوری ۱۹۳۴ء، جلد ۳، شمارہ نہ دارد، کالم ۱-۴، ص ۳ ، پر بلوچستان اینڈ آل انڈیا بلوچ کانفرنس ،کے عنوان سے چھپنے والا اداریہ کانفرنس کی رپورٹ ہے۔ چوں کہ یہ مکمل اشاعت نہیں، آخر میں، باقی آئندہ کے الفاظ در ج ہیں۔ اس لیے ابتدامیں وضاحتی نوٹ ہے پھر تین سرخیاں،موجودہ بلوچستان ، دستوری حکومت اور والئی خیرپور کا پیغام لگا کر متن کو تقسیم کیا گیاہے ۔ تحریر کو مربوط تجزیہ کہنا موزوں ہے۔ جس میں اہم تاریخی واقعات کی

طرف نمایاں اشارے کیے گئے ہیں۔ جیسے لکھا ہے "جبکہ سرداران بلوچستان سے ایک نمرود وش انگریز افسر نے اپنی پلٹن کیلئے گھوڑے کا کام لیا تھا ،" اسی طرح خان عبدالصمد خان اچکزئی کے لئے "بلوچستانی گاندھی" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اخبارنے اپنے گزشتہ صحافتی تجزیے کی روشنی میں ۱۹۳۴ء میں برصغیر کی سیاست و صحافت کی تائیدو تقلید میں بلوچستان کی حکومتی پالیسوں پر تجویز و تدبیر کی روش اپنائی۔ مذکورہ اداریہ اس رخ کا نمائندہ ہے۔ جس میں اس عہد کے مروجہ جرگہ سسٹم اور طریقہ حکومت پر تنقید کی گئی ہے۔ ساتھ ہی دستوری حکومت کے محاسن اور معائب دونوں بیان کیے گئے ہیں۔ جیسے قوم کا اپناسردار خو د منتخب کرنا، شاہی جرگے میں قوم منتخب نمائندہ بھیجے گی ، سردار گھرانے اور عام گھرانے کے افرادبرابر ہوں گے، والئی خیر پور کی قیادت سے شکوہ بھی کردیا گیا ہے۔ یہ اداریہ بلوچستان کی اردو نثرمیں تاریخی مضمون کی حیثیت رکھتاہے۔

۱۴ جنوری ۱۹۳۴ء ،جلد ۲، شمارہ ۳۵، کالم ۱۔۴ ، ص ۳ کا اداریہ بہ عنوان بلوچستان اینڈآل انڈیا بلوچ کانفرنس گزشتہ سے پیوستہ ،ہے۔ اس کی خاص بات وہ تقریر ہے جس میں بندے علی خان نے سادہ لفظوں میں بلوچستان کی مطلوبہ اصلاحات کو رد کر دیا ہے۔ اخبار نے ٹوڈیت اوررجعت پسندی کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے بندے علی خان کے بیان کی مذمت کی ہے۔ اس اشاعت میں پہلی بار واشگاف لفظوں میں البلوچ پر پابندی کے شواہد کے معاملات اور دیگر صوبوں سے مساوات کی بنا پرحکومت سے اصلاحات کا مطالبہ کیا گیاہے۔ جو اس سے قبل کے اخبارالبلوچ میں نمایاں نہیں تھے۔ اس لیے جنوری ۱۹۳۴ ء کے شمارے تاریخی تناظر میں آزادی سے قبل کے بلوچستان کی حقیقی تصویر کشی ہیں:

"میر صاحب سے یہ دریافت کرنا بیجانہ ہوگا کہ جس
سرزمین بے آئین میں

اخبارنکالنے کی اجازت نہو، جہاں تقریر کی آزادی
نہو اور جہاں پبلک جلسے کرنے

ممنوع ہوں وہاں اصلاحات نافذ ہونے کا وقت کیونکر
اور کب لایا جا سکتا

ہے۔"(18)

البلوچ کے گزشتہ اداریوں کی طرح اس اداریے میں بھی انگریزی الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ جس سے جدید اردونثرکے فروغ کا سرا بھی ہاتھ آتا ہے اورادو زبان کی انجدابی صلاحیت کا ادراک ہوتا ہے۔

۴ فروری ۱۹۳۴ء،جلد ۲ ، شمارہ ۳۷، کالم ۱-۴، ص ۳پراداریہ ،البلوچ کے اختصاصیہ کا نیا دور ،کے نام سے بہ لحاظ موضوع گزشتہ دواداریوں کی اگلی کڑی ہے۔ حکومت کی پالیسیوں اور جبر و استبداد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی روش پر سختی سے کاربند اخبارکے اس داریے میں بھی ارباب اقتدار کی غلطی اور قوم سے چند باتیں،کی سرخیوں میں اپنے مطالبات، اصلاحات اور قربانی سے دریغ نہ کرنے کی نصیحت نوجوانوں کوکی ہے۔ اداریے کی اردونثر اپنے عہد کی عام بول چال ، صحافتی و ادبی رنگ کی غماز ہے۔ جسے فارسی ،اشعارسے مزین کیا گیا ہے۔ اسلوب پراولاًَ فورٹ ولیم کالج کی نثر کے اثرات ہیں ۔ دوم خالص ہندی،اردو، فارسی کی آمیزش سے تیار کیا گیا اسلوب ہے۔ سوم عربی، فارسی اور اردو سے وضع کردہ طرز بیان کا رچاؤ بھی ہے ۔ اسی سبب البلوچ کی اردو نثر پر خالص اردو زبان کے ساتھ فارسی و عربی کی امثال واشعار سے رنگ آمیزی کارویہ ملتا ہے۔ بعض اشاعتوں میں اداریہ مکمل طور پر فارسی زبان میں رقم کیا گیاہے۔ جیسے یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء کا اداریہ دور جدید بلوچستان ،فارسی میں تحریر کیا گیاہے۔

البلوچ کے اداریے نفس مضمون میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان کا فلسفہ حیات ایک ہی ہے۔ ان کے اجزائے ترکیبی نے حقیقی معنی میں تحریک آزادی میں عملی حصہ ڈالا۔ بلوچستانی رہنمائوں کی سرگرمیوں پر نہ صرف نگاہ ہے بل کہ تجاویز وآرا ، تحقیق و تنقید کی روش کو جاری رکھتے ہوئے بے باکی سے اپنا موقف بیان کرنے کی جرات بھی ہے۔

۱۲فروری۱۹۳۴ء کا اداریہ بلوچستان کے مظلوم رہنما خان عبدالصمد خان اچکزئی اور میر عبدالعزیز خان کرد، ایسے ہی اداریوں میں سے ایک ہے۔ جس میں خان عبدالصمد خان اچکزئی اور عبدالعزیز خان کرد کے خلاف درج مقدموں کی اصل حقیقت آشکار کر کے عوام میں آگہی و شعور پیداکرنے کی سعی کی گئی ہے۔ خان عبدالصمد خان پر دفعہ ۔ ۶۰کے تحت حکومت کے خلاف عوام میں نفرت پھیلا نے کی کوشش، جبکہ عبدالعزیز کردپر سیاست میں حصہ لینا،حکومت کے انتظام میں دخل دینااور سرداروں کی ہتک کر نا جیسے تین الزامات عائدکیے

گئے ہیں۔ اداریہ میں حسب معمول سرداروں کو قوم کا حقیقی نمائندہ سمجھنے سے انکار کیا گیا ہے۔ ابتدا طنزیہ اور تیکھے لہجے میں شعرسے یوں کی گئی ہے۔ :

"ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنا م

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مستبد حکومت اپنی ہر دنیائے عمل میں
جداگانہ نوعیت کی مالک

ہے یہاں ظلم آکر عدل ہوتا ہے، سچ
جھوٹ متصور ہوتا ہے اور

تشدد رحم گردانا جاتا ہے حکومت نے
بلوچستان کے گاندھی خان

عبدالصمد خان اچکزئی اور اسکے دلی
رفیق میر عبدالعزیز خان کو گرفتار کر لیا ہے۔"(19)

اداریہ بلوچستان بلوچستانیوں کیلئے ،۱۸ فروری ۱۹۳۴ء ،جلد ۱، شمارہ ۳۹، کالم ا۔ ۴ ، ص ۳کی اشاعت ہے ۔جس میں بین السطور گزشتہ اداریے کے کچھ تانے بانے موجود ہیں۔ بنیادی موضوع غیر ملکی و ملکی کا سرکاری ملازمتوں پر استحقاق ہے۔ اس زاویے پر البلوچ نے متعدد اشاعتوں میں خامہ فرسائی کی ہے۔ دلیل و منطق سے بات کو حکومت تک پہنچانے کی سعی کی گئی ہے ۔آخری حصہ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ اداریہ نویس کو ہندوستان کی تمام تحریکوں اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا ادراک ہے۔ تحریر پر اپنے عہد کے عالمانہ طرز نگارش کی جھلک موجود ہے۔ جا بہ جافارسی اشعارا و ر اردومحاوروں سے کام لیا گیا ہے۔ اداریے کا آغاز یوسف عزیز مگسی کے فارسی شعر سے کیا گیاہے۔البتہ گزشتہ کئی اشاعتوں کی نسبت اس میں مفرد الفاظ کو ملا کر کتابت کرنے کا رجحان غالب ہے۔

اداریے کے نکات کی مزید توضیح ۴ مارچ ۱۹۳۴ء ،جلد ۲، شمارہ ۴۱، کالم ۴.۱، ص ۳ ،پر بلوچستان ،کے عنوان سے لکھے گئے اداریے میں کی گئی ہے۔ فارسی شعر سے شروع کیا گیا یہ اداریہ بھی خالصتاً سیاسی امور پر مشتمل ہے۔ جس میں انگریز حاکموں، ان کے بہی خواہان، بلوچستان کے سرداروں اور بعض بلوچستانی ریاستوں کے سرداروں کی کم زوریوں

پرتبصرہ کیا گیا ہے۔ ان میں بلوچستان کے اس عہد کی حقیقی تصویر نمودار ہوتی ہے۔ اہم کرداروں سے وابستہ مخفی حقائق بھی سامنے لائے گئے ہیں۔جن سے بلوچستان کی تاریخی حقیقت کو جانچا جا سکتا ہے۔اداریے کے اقتباس سے اس کا ایک پہلو یوں اجاگر ہوتا ہے:

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بلوچستان کی
حالت ہندوستان کے

دوسرے صوبوں سے ذرا مختلف ہے،
ہندوستان غلام ہے اور

بلوچستان قیدی ، کیونکہ بلوچستان میں
انگریزی حکومت کے قبضہ

میں جو علاقہ ہے اسے مستجار کہتے
ہینمالکانہ قیادت تسلیم نہیں کی

جا سکتی،پسنی کے علاقوں میں بھی وہ
ایک مہمان کی حیثیت رکھتے

ہینکزوری صرف خان قلات اور قبائلی
علاقوں کے انگریزی

سرداروں کی ہے جس میں سے بعض تو
بزدل اور قدامت پسند ہیں"[20]

اس اداریے کا مزاج، لفظیات ، آئرنی کی تکنیک، فارسی اشعار، ضرب المثل ،محاورے کا استعمال، تجزیے کا طریقہ کار ،تقابل کی صحافتی رو، نقد و تحقیق کی علمی اور ادبی خوبو سے مزین ہے ۔ جس سے اس کی جدیدیت مسلمہ ہو جاتی ہے۔

ہفت روزہ البلوچ ، کراچی ،کے تمام اداریوں کے تحقیقی مطالعے سے جو نتائج عیاں ہوتے ہیں وہ آزادی سے قبل اردو نثرکی کیفیت ، حالت اور مزاج کو نمایاں کرتے ہیں۔ بلوچستان میں اردو نثر کے ارتقا میں البلوچ کے ہمہ جہت اداریوں نے کلیدی کردار ادا کیاہے۔ ان میں اردو کی ابتدائی نثر سے لے کر جدید نثری تحریروں کے نمائندہ اسالیب سب موجود ہیں۔اخبار البلوچ، بلوچ قبائل کی من حیث القوم حقوق کے لیے آواز بلند کرتا رہا ہے۔ اس لیے ان اداریوں میں صرف بلوچستان کا تذکرہ ہی نہیں ملتا بلکہ پورے ملک اور ملک سے باہر جہاں کہیں بھی

وہ آباد ہیں ان کے مسائل کا اظہار کرتا ہے۔البلوچ، بلوچستان کا اولین اخبار تھا اس نے جومو ضوعات ، مسائل اور نکات اجاگر کیے وہ بعدمیں جاری ہونے والے اخبارات کے اداریوں کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اداریے براہ راست ادب سے تعلق نہیں رکھتے لیکن لفظ اور اظہار کے وسیلے سے بلاواسطہ ادب کہے جا سکتے ہیں۔ بیسویں صدی میں کئی ادبی تحریکوں کے اثرات بہ یک وقت کارفرما تھے جو ایک دوسرے کا ردعمل تھے۔ اس عمل اور رد عمل نے تخلیقی نثری ادب کے لیے راہیں استوار کیں جن کے اثرات سے البلوچ کے اداریوں نے شعوری اور لاشعوری طور پر استفادہ کیا ۔اس کے مدیران میں عبدالصمد سربازی،کل وقتی مدیر تھے۔جب کہ معاون مدیر کی حیثیت سے محمد حسین عنقاؔ نے بھی اداریے لکھے۔پیر بخش شہزاد زئی،میر عبدالعزیز کرد اور مولوی محمد عبداللہ کو بھی مدیر کی حیثیت سے کام کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے تاکہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو بلوچستانی صحافیوں کی شکل میں مستقبل کی ذمہ داریوں سے عہدہ براہو سکے۔یہ سب اردو میں ترقی پسند تحریک کے اعلان سے پہلے کے وہ لکھاری ہینجو بلوچستان میں غیر شعوری طور پر اس تحریک کو مہمیز لگا چکے تھے۔ان کے اداریوں میں جہاں پسے ہوئے طبقات کے فوری اور ہم گیر مسائل کو پیش کرنے کا سلیقہ موجود ہے وہاں التجا کی دل گیری اور سزا سے بے نیاز ہو کر سخت موقف اختیار کرنے کا وتیرہ بھی ہے۔اد ب کی آب یاری بھی انھی رویوں کی اکھاڑ پچھاڑ سے مربوط ہے۔ البتہ بعض ادارتی عبارتوں کے طرز تحریر سے اسالیب کا تعین ہوتا ہے ۔جن سے ادبی ، سیاسی ، مذہبی یا پھر سماجی رجحانات کی حامل شخصیات کی وابستگی کو پہچانا جاسکتا ہے۔رجحان اور اسلوب دونوں کا براہ راست تعلق لفظیات اور جملہ سازی سے ہے ۔جب کہ ایک اہم عنصر موضوع کا انتخاب ہے۔البلوچ کے اداریہ نویس ان تینوں زاویوں سے شناخت ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔سیمی نغمانہ، طاہر،پروفیسر،ڈاکٹر،" بلوچستان میں ابلاغِ عامہ آغاز و ارتقاء" (اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۸۸۸ ء ۔

۲۰۰۵ء)ص ۱۴۹۔

۲۔البلوچ ، ہفت روزہ کراچی،"کیا جبریہ تعلیم خطر ہ میں ہے؟میونسپل اردو اسکولز کے نتائج امتحان درجہ چہارم "،۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء ،ص۳۔

۳۔ا لبلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،"البلوچ کا نیا دور"،۷مئی ۱۹۳۳ء ،ص ۳ ۔

۴۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،"بلوچستان کی ملازمتوں میں ملکیونکی حق تلفی اور غیر ملکیوں کا ناجائز دفتری اقتدار "For A.G.G.BALUCHISTAN"ــ،۲۱مئی ۱۹۳۳ء ،ص ۳۔

۵۔ البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،ا"خبار اتحادِ بلوچان کے پر دروغ و بے بنیاد الزامات کوئی معشوق ہے اس پر دئہ زنگاری میں"،۲۸مئی ۱۹۳۳ء ، ص ۳۔

۶۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ، ایضاًَ، ص۳۔

۷۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،"کیا بلوچ،بلوچستانیوں اور مکرانیوں کی حقوق طلبی جر م ہے؟ "،۱۱ جون ۱۹۳۳ء ،ص ۳۔

۸۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،میلاد نمبر، ہفت روزہ ،کراچی ،"حضرت محمد عربی ﷺ "،۲ جولائی ۱۹۳۳ ء ،ص ۳۔

۹۔انعام الحق،کوثر، ڈاکٹر، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلوچستان میں"،(لاہور :اسلامک پبلی کیشنز

قومی زبان،۱۹۸۳ ء)،ص ۳۶۴۔

۱۰۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،" نزول باراں کا محشر خیز منظر باشندگان لیاری کوارٹر کی افسوسناک تباہی "، ۳۰ جولائی ۱۹۳۳ ء ،ص ۳۔

۱۱۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،"مدارس ریاست قلات کیلئے ایجوکیشنل انسپکٹر کی ضرورت وزیر اعظم صاحب توجہ فرمائیں"، ۶اگست ۱۹۳۳ء،ص۳۔

۱۲۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،"بلوچستان میں تعلیمی انسپکٹر کا پوسٹ ملکی و غیر ملکی کا سوال "،ایضاًَ ،ص ۷ص۸۔

۱۳۔ البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،"ہزہائی نس خان منظم سرکار قلات مرحوم و مغفور سید محمد اعظم خان کے مختصر حالات! "،۷ ۱ستمبر ۱۹۳۳ء،ص ۳۔

۱۴۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،"قلات کی مسند نشینی کا سوال! "،۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء ،ص ۳۔

۱۵۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،"قلات کے خان معظم کے انتخاب پر جوانان بلوچستان کا بے پایاں اظہار مسرت"،۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳،ص ۳۔

۱۶۔البلوچ ، ہفت روزہ،کراچی ،"بلوچستان و آل انڈیا بلوچ کانفرنس حیدر آباسندھ ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر ؁۱۹۳۳ء" ،۳دسمبر ۱۹۳۳ء ،ص ۳۔

۱۷۔ البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ، "مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی" ، ۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء ،ص ۳۔

۱۸۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ، ب"لوچستان اینڈآل انڈیا بلوچ کانفرنس گزشتہ سے پیوستہ" ،۱۴جنوری ۱۹۳۴ء ،ص ۳۔

۱۹۔البلوچ ، ہفت روزہ ،کراچی ،"بلوچستان کے مظلوم رہنما خان عبدالصمد خان اچکزئی اور عبدالعزیز خان کرد "،۱۲ فروری ۱۹۳۴ء،ص ۳۔

۲۰۔البلوچ، ہفت روزہ ،کراچی ،"بلوچستان"،۴ مارچ ۱۹۳۴ء ،ص ۳۔

References:

1. Simi Naghmana, Tahir, Professor, Doctor, "The Beginning and Evolution of Mass Communication in Balochistan" (Islamabad: Ruling National Language, 1888). 2005) p. 149.
2. Al-Baloch, Weekly Karachi, "Is Jibria Education In Danger?" Results of Municipal Urdu Schools Examination Class IV, April 16, 1933, p. 3.
3. Al-Balbloch, Weekly, Karachi, "The New Era of Al-Baloch", May 7, 1933, p. 3.
4. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Denial of the Right of Foreigners in Balochistan's Jobs and the Illegal Office Rule of Foreigners" For A.G.G.G. Balochistan", May 2
5. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The baseless and baseless allegations against the Khabar-e-Ittehad Balochan are a hobby for it in The Zangari", May 28, 1933, p. 3.
6. Al-Baloch, Weekly, Karachi, ibid. p. 3.
7. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Is it a crime to demand rights of Baloch, Balochistanis and Makranis? June 11, 1933, p. 3.
8. Al-Baloch, Weekly, Karachi, Milad Number, Weekly, Karachi, "Hazrat Muhammad

Arabi", July 2, 1933, p. 3.

9. Inam-ul-Haq, Kausar, Doctor, "Mention of the Holy Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) in the blessed Balochistan", (Lahore: Islamic Publications) National Language, 1983), p. 364.
10. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Tragic Scene of the Descent Baran the Tragic Destruction of the Residents Lyari Quarter", July 30, 1933, p. 3.
11. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Need for an Educational Inspector for Madaris-e-Kalat, Prime Minister Pay Attention", August 6, 1933, p. 3.
12. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Education Inspector's Post in Balochistan Question of Domestic and Foreign", ibid. p. 7 p. 8.
13. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Brief Circumstances of His Highness Khan Organized Government Kalat and Mughafoor Syed Muhammad Azam Khan! 7 September 1, 1933, p. 3.
14. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Question of the Throne of Kalat! September 24, 1933, p. 3.
15. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Youth of Balochistan Express Immense Happiness at The Election of Khan Moazzam of Kalat", October 29, 1933, p. 3.
16. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Balochistan and All India Baloch Conference Haider Aba Sindh 26-27-28 December 1933", December 3, 1933, p. 3.
17. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Madrasa Arabia Islamia Mazhar-ul-Uloom Khada Karachi", December 10, 1933, p. 3.
18. Al-Baloch, Weekly, Karachi, b" Lochistan and All India Baloch Conference Past", January 14, 1934, p. 3.
19. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Oppressed Leaders of Balochistan Khan Abdul Samad Khan Achakzai and Abdul Aziz Khan Kurd", February 12, 1934, p. 3.
20. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Balochistan", March 4, 1934, p. 3.